صوت الايمان

رقم ٥٢

٧٨٦

ہزاروں کے بیچ

تجھ سا پیدا ہو کہاں ایک ہَزاروں کے بیچ
خوش نَوا گلشنِ وحدت کے ہَزاروں کے بیچ

محفلِ دین کو بے مثل سنوارا تو نے
کیوں کہ بے مثل ہے تو حق کے سنواروں کے بیچ

طبع تیری جو میاں ہے سو لطافت بس ہے
آم کی خوش مزہ گی بس ہے ثماروں کے بیچ

حق تعالیٰ نے کیا ہے تجھے ایسا فہّام
جو تو پاتا ہے مقاصد کو اِشاروں کے بیچ

ظاہراً گرچہ نہیں فخر کرے ہے تو ولے
فخر کرتا ہے تیرا فخر فَخاروں کے بیچ

رِوز و شب آب ہدایت کا کرے ہے تو رواں
تا تَراوت رہے اَنفُس کے کیاروں کے بیچ

قسم اللہ کی گر تجھ سے نہ آتا ارشاد
فرق کرسکتے نہ ہم لیل ونہاروں کے بیچ

اہلِ دیں آپ کے الطاف سے ہیں بحرِ رواں
جو ہیں اخیار وہ ہیں آپ کے یاروں کے بیچ

اہلِ دیں چلنے لگے حق پہ برابر سارے
جوں شتر دشت میں چلتے ہیں قطاروں کے بیچ

بدرِ خالق سے تو اک چاند بنا ہے ایسا
جس سے ہے نور معالم کے دیاروں کے بیچ

ایسے ہو آپ زمانے کے سلیماں حضرت
لیتے ہو مقصدِ دل گرچہ ہو ماروں کے بیچ

ہاں میسّر ہو تری خوبیٔ بے حد کا شُمار
بوندیں برسات کی گر آوے شماروں کے بیچ

ہمہ عالم کو یکایک ہو تعشق پیدا
تجھ سا گر حسن ہو دنیا کے نگاروں کے بیچ

جو حلاوت کہ تری بات میں پاتے ہیں ہم
کب وہ موجود ہے طائف کے اناروں کے بیچ

کیوں محامد کے ترے گل نہ ہو خنداں ہرآں
بارہا ہے تو مکارم کی بہاروں کے بیچ

کیا کروں وصف تمہارا اے شہِ عالی مقام
تم تو ہو آلِ محمد کے پیاروں کے بیچ

مہر ہو آپ دیانت کے ستاروں کے بیچ
شیرِ بے باک ہو ہمّت کے کچھاروں کے بیچ

سوزشِ جان جو ہے تیرے غضب بیچ پدید
کب ہے وہ آتش دوزخ کے شراروں کے بیچ

اے تقی ابنِ تقی ابنِ تقی ابنِ تقی
تحفۃ العصر ہو تم زُہد شِعاروں کے بیچ

توسنِ علم پہ اے فارسِ میدانِ علوم
شہ سواری ہے تجھے لاکھ سواروں کے بیچ

جاں نثاری بنی آدم کی بھلا ہو کیا چیز
جب ملائک ہو تیرے جان نثاروں کے بیچ

جو ترا طَور ہے وہ کب ہے سلاطینوں میں
جو ترا زور ہے وہ کب ہے نہاروں کے بیچ

ہے وسیع آپ کا ہر شہرِ فضیلت ایسا
جو نہ محصور ہو دفتر کے حِصاروں کے بیچ

گر ترے فیض کا اِمداد نہ ہوتا تو کہاں
فقرا پاتے مکاں اہلِ یساروں کے بیچ

خلق میں ہیں تیرے احسان وسخا کی باتیں
ہے رَواج اُن کا ہی اَلسُن کے بزاروں کے بیچ

ماہ وستّارہ تری ذکر برابر کب ہے
جو ہے تأثیر تیری کب ہے ستاروں کے بیچ

کوئی عجب زور کا ہے ذہن یہ تیرا صَیّاد
جو ہر اک علم کو کرتا ہے شکاروں کے بیچ

ہے فراوانئ رحمت تری یہاں تک کے صِغار
یوں رجا رکھتے ہیں ہو جاویں کِباروں کے بیچ

ہے تری وضعِ توقُّر کو وہ شانِ نُدرت
حیرت اَندوز جو ہے اہلِ وقاروں کے بیچ

سر اقدس پہ تیرے تاکہ کریں خلق نثار
اِس لئے دُر ہوئے موجود بِحاروں کے بیچ

بہ سبب تیری مساعی کے بشانِ افلاک
آج رفعت ہے عیاں دیں کے مناروں کے بیچ

رشکِ گُلہائے چمن ہووے وہیں شاہِ زمن
گر گرے پاؤں ترا بھول سے خاروں کے بیچ

تیرے الفاظ جواہر سے زیادہ تر ہیں
تیرے اخلاق کو تحسین ہے تاروں کے بیچ

ہے سَمَنْد آپ کا ہر فضل یں ایسا سابق
عقل دب رہتی ہے بس اسکی غُباروں کے بیچ

پائی جاتی ہے تری ذاتِ مبارک اندر
جو شرائط ہیں دعاتوں کے خیاروں کے بیچ

آبداری جو ملی حُب سے تیری گوہر کو
زیب دیتا ہے وہ اِس واسطے ہاروں کے بیچ

تیرے آنے کا یہاں وجہ یہی ہے کہ نفوس
اِرتقاء پاویں جو ہیں جسم کی کھاروں کے بیچ

ہے ترا دست زَرْ اَفشاں جوں وہ ابرِ باراں
ہر مکاں برسے ہے وہ تاکہ اُجاڑوں کے بیچ

ان دنوں بارش بخشش کے تقاطر کے لئے
غرق ہیں خورد و کلاں سیم ونضاروں کے بیچ

روز وشب ہے یہ دعا تیری لے حق کے داعی
مستجیباں ہو تیرے حرش گذاروں کے بیچ

خوب سا غور کیا ہمنے ولے تجھ جیسا
ہمنے پایا نہ کوئی کاربرآروں کے بیچ

یہ جو ہے عبدِعلی شاہ کا ہر دم ہمدم
ہے یہ امید کے ہو ایک ہزاروں کے بیچ

﴿ ٤٢ ﴾

خوش نوا	خوش نغمه
ہزاروں	بلبلو
شُتر	اونٹ ، جمل
ہمہ	کُل ، جملة ، تمام
نگاروں	خوبصورت معشوقات
خنداں	هنسنار ، کهلنار
بے باک	دلیر
کچھار	ترائي جهاں شیر رهے چهے

سوزش	جلن
پدید	واضح ،اشکار
نہاروں	شير ،اساد
فراوانی	زيادتي ، كثرة
سمند	گهوڙو
زرافشاں	سونو نثار كرنار
ابرباراں	ورسنار وادل
اُجاڑوں	كهنڊير
خُرد وکلاں	ڇهوٽا مهوٽا
سیم	چاندي
نضار	سونو
کاربراروں	كام نكالوا والا

ہم کو لکھے خدا تیرے خدمت گذار میں

مانند عندلیب کے ہوں نغمہ زار میں
اس گُل سے وصل ہووے جو فصلِ بہار میں

کرتا ہوں دھیان جس گھڑی تیرا اے یار میں
مطلع کسی کا پڑھتا ہوں یہ بار بار میں

ممکن نہیں کہ ہو کوئی تجھ سا ہزار میں
ہوتا ہے اک بہشت کا دانہ انار میں

بدرِ مبیں کا ہو اولوالابصار کو گُماں
چہرہ نظر پڑے تیرا شبہائے تار میں

مضمون مجھ کو سوجھا یہ زلفِ تتار کا
اُلٹا کے دیکھو رات کو لایا ہوں تار میں

بحر سخا و فیض ترا وہ ہے موج زن
دریائے بے کنار بھی آیا شُمار میں

اکسیر اُسکو سمجھوں بس اے شہسوار میں
پاؤں جو خاک پا کی تمہاری غبار میں

شہرت یہ ہے کہ سیف زباں ہے یہ سیفِ دیں
جوہر وہی ہے اُسمیں جو تھا ذوالفقار میں

دیکھا جو اک نگاہ سے بھی شَش جہات میں
ثانی نہیں تمہارا صِغار و کبار میں

فرق اتنا ماہ رُو میں ہے اور مہر چرخ میں
تفریق جتنی نور میں ہے اور نار میں

کرتے ہیں شوق شام و سحر حور اور ملک
ہمکو لکھے خدا تیرے خدمت گذار میں

اخلاص کے پسند سُخن سنجی تو کرے
بلبل بنے ابھی چمنِ روزگار میں

﴿ ۱۲ ﴾

عندلیب	بلبل
نغمہ زار	گھنو نغمہ کرنار
اس گل سے	یعني معشوق سے

۷۸۶

سماں بندھ گیا

عجب تازگی آج گلزار میں ہے
گھٹا خوب ابرِ گہربار میں ہے

جھڑی نے ہے باندھی لڑی کیا برابر
مسلسل گہر جس کے ہر تار میں ہے

تَرَشُّح کُناں دیکھ باران رحمت
عجب جھل یہ عالم کے سنسار میں ہے

چمن میں جو دیکھا تو گل اور غنچہ
ہر ایک خَندہ زن شاخِ بربار میں ہے

طیورِ خوش الحان وَصّافِ حق ہیں
نوائے خوشی بزم اشجار میں ہے

لہکنا مہکنا بہم کِھلکھلانا
بَرَن رنگ برنگ جس سے ازہار میں ہے

بنا تختۂ گل ، جواہر کی کشتی
عروسِ بہار آج سنگار میں ہے

سماں بندھ گیا خوب آبادگی کا
جو ہل چل یہ کوچہ و بازار میں ہے

امنگ ہے کسے کیجئے سیر اُس کی
کسی دل کا ہم وصلِ دلدار میں ہے

کوئی چشمِ وا نرگسی چشم پر ہے
کوئی مستیِ چشم مے خوار میں ہے

کسے روءِ شَمشاد سیر صَنوبر
بحسبِ تمنّا قد یار میں ہے

گل سُرخ کو دیکھ بے چین ہے وہ
مگن جس کا دل رنگِ رخسار میں ہے

ہے کر ڈالا سنبل نے بیتاب اس کو
گرفتہ جو دل زلف کے تار میں ہے

نزاکت جو ہے دلربا کی کمر میں
لچک ویسی کیا شاخِ گلزار میں ہے

لبِ سرخ ، دستِ حِنائی کا عاشق
کہیں رنگ کب ویسا گلزار میں ہے

غرض بے خِزاں ہے گلستان اُلفت
کہ یک عشقِ بیہوش ہشیار میں ہے

کوئی دنیوی عشق میں ہے دیوانہ
کوئی عشقِ دینی کے اسرار میں ہے

غرض دونوں عالم کی خوبی و رونق
رضائے شہِ فیض آثار میں ہے

ہے وہ فیض آثار شاہ محمد
یہ بارش بھی جس کے طلبگار میں ہے

نہایت تشنگی ہے مجھے میرے ساقی
یہ دل میرا شربتِ دیدار میں ہے

پلا کاسۂ وصل جاں بخش میری
نہ طاقت جدائی کی مجھ زار میں ہے

سکینت میرے دل کی ہے پاس تیرے
قرار اب مرا تیرے اقرار میں ہے

یہ ہے قرۃ العین زین الہُدیٰ کا
قــرار اس کو دیکھنے سے ابصار میں ہے

مبارک شہِ دیں کو ہر تہنیت ہو
یہ دَر مدح جھنکار و للکار میں ہے

زیادہ مرے شہ کی ہو عمر و دولت
یہ ہی وِرد اِخفاء و اظہار میں ہے

تیرے دوست و دُشمن میں ہے فرق اِتنا
جو اخیــار میں اور اشرار میں ہے

اے کُل کے نگہبــان یہ مداح تیرا
نپٹ اِن دِنوں فرطِ افکار میں ہے

ہو نوحِ زماں پار مخلصؔ کا بیــڑا
جہــاز اُس کی مطلب کا مجدھار میں ہے

﴿٤٤﴾

ترشح کناں — چھرکاؤ کرنار ، ورسنار ،

چھل — رنگیني ، حیرة انگیزي

بربار — پهلو سي لدٰي هوئي

شاخ — ڈالي

وصّافِ حق — خدا ني صفة کرنار

برن — رنگ

رنگ برنگ — رنگارنگ ، مختلف اقسام نا رنگ

عروس — دلهن

لہکنا مہکنا بہم......

٭ پرنداؤ ني مستي انے چهچهاهت سي پهولو ما رنگارنگي پیدا تهئي گئي چهے

بنا تختہ گل جواہر کی......

٭ پهولو نو فرش انے جواهر ني کشتي بناوي نے بهار ني دلهن اُجے سنگار ، ارائش انے زینة ما چهے ، یعني پورا باغ ما عجب بهار نو عالم چهے

امنگ سے کیے کیجئے......

٭ اُمنگ هے کسے کیجئیے سیر اس کي . . کوئي انکه نرگسي چشم معشوق ني طرف چهے ، اهنے دیکهي رهي

چهے ، اُنکھ نی مستي شرابي ما چهے (نرگس نو پهول اُنکھ نی مثل هوئي چهے معشوق نی اُنکھ نے اهنا سي تشبیه دیوا ما اوے چهے)

دستِ حِنائی	مهندي والو هاتهـ
بے خـزاں	خزاں وگر نو ، پٹ جهرنا موسم سي منزه
زار	ضعیف ، ناتواں
نکوکار	نیك عمل کرنار ، صالح
کفش بردار	جوتي اوتهاؤنار
سَج	انداز ، وضع

بسیرت ملک وش بشوکت......

سیرة ما اَپ فرشته نی مثل چهے شوکة ما اسمان نی مثل اَپنا کردار ما خصائل قدسیة چهے

فردزماں	یکتائے روزگار
وش	مثل
فرط	زیادتي

جسم کافور ہو

ساقیاں مہ جبیں، ماہ رو، نازنیں، سیم بر، حور عیں
مے پلا دل نشیں، لذۃِ شاربیں، شربتِ صالحیں
ساقیاں سیم بر، شربتِ پُر اثر، دے ہمیں جام بھر
جشن کی ہے سحر، فرح ہے گھر بگھر، شاد ہے ہر حسیں
ساقیاں جلد لا، ذوقِ عرفاں چکھا، جام دے بھر پلا
دردِ دل ہو شفا، نشّہ ہو بَرمَلا، دنگ ہو سامعیں
طرب کی شان ہے، جشنِ رضوان ہے، خلق شادان ہے
بزم ایمان ہے، شورِ اَلحَان ہے، جمع ہے مؤمنیں
شاہ برہان دیں، تخت پر ہے مکیں، مالک ملکِ دیں
زبدۂ سالفیں، ازہد الزاہدیں، شاہِ کُرسی نشیں

شاہنشاہ ہدیٰ خیر من قد برا، مہر نور خدا
مہلک کل عِدا، بدر رافق الندا، بوستان یقیں
رہبر ذوالعطا، کاشفِ کل غِطا غافِر کل خطا
عاف من اسخط خیر من انبسط افضل السالکیں
لب مسیحِ جہاں، رشکِ موسیٰ زباں، نطق رنگیں بیاں
دلِ مثالِ جناں مثلِ سدرہ جناں قلب روح الامیں
شہ سے اہلِ فلک شاد ہے سب ملک حامل عرش تک
بَرّ میں حیواں تلک، بحر میں ہر سمک، ہر مکاں کے مکیں
داعیِ دینِ حق، افضل ما خلق نور ربّ الفلق
ہے عدو کو قلق روئے دشمن ہے فق تم سے اے مہ جبیں
جلوۂ طور ہو مصحفِ نور ہو حُسن میں حور ہو
روح معمور ہو جسم کافور ہو رُخ ہے یوسف حسیں
شہ کی کیا میں ثنا بولوں، اے رہنما! ہے تو قدسی ضیا
نفس عالم فِدا تجھ پہ ہو بارہا اے سلیمانِ دیں

اے خجستہ سیرؔ چرخِ دیں کے قمرؔ شاہ دیں پاک پر
معدنِ لعل وزرؔ منبعِ جود ترؔ جلوۂ مہرِ دیں
بول زینت ثنا اِن کی ہر جابجاؔ عطر عرفاں لگا
پاؤں پر سر جھکاؔ سب کہے جابجا آفریں ، آفریں

﴿۱۴﴾

نازنین	نازك اداء ، خوبصورة
سیم بر	حسين
دل نشین	دل پر نقش تھانار
برملا	سگلا نا درمیان
غطا	دھاكن
اسخط	ناراض كرے
قلق	بے چيني
فوق	پھیکو
آفرین	شاباش

تجھے جب شہ بحر و بر دیکھتے ہیں   یہ شمسی نظر سے بشر دیکھتے ہیں
بصیرت سے جب دیکھتے ہیں تجھے   یہ قالب میں قدسی سیر دیکھتے ہیں
تجھے دیکھ کر اے شہا سیف دین   امام زماں مستقر دیکھتے ہیں
اے شمس ہدایت ترے نور سے   منور یہ شمس و قمر دیکھتے ہیں
سمندر سے تیری عنایات کے   اے نائب حیدر گھر دیکھتے ہیں
ہے فاطمی ابداعی جو مصر اس میں   تجھے عرش پر جلوہ گر دیکھتے ہیں
زمین و سما، شرق وغرب میں ہے تو   تو ہی ہے تو ہی ہے جدھر دیکھتے ہیں
محمد علی فاطمہ حسنین   انھیں خلد کا ہم شجر دیکھتے ہیں
اسی خلد کے شجرت کا تجھے ہم   حقیقت میں خلدی ثمر دیکھتے ہیں
مدینہ ہے علم کا طیب امام   تجھے اس مدینہ کا در دیکھتے ہیں
یہ دعوت طیب کے جھولان میں   تجھے مثل شیر بر دیکھتے ہیں
امامی تجلی میں جب دیکھتے ہیں   تو حیرت میں اپنی فکر دیکھتے ہیں
محبت و اشفاق کی شان میں   تجھے ہم حقیقی پدر دیکھتے ہیں

ترے سر پہ تاج نیابت ہے جس میں — مرصع قدس کے درر دیکھتے ہیں
ملائک جھگڑتے ہیں تفضیل میں جب — تری والہانہ خطر دیکھتے ہیں
ہے کہتا کوئی علم لائے جو آدم — وہ اس شاہ میں مدخر دیکھتے ہیں
ہے کہتا کوئی تھی نبی کی عبادت — وہ اس شاہ میں شام و سحر دیکھتے ہیں
ہے کہتا کوئی تھی علی کی شجاعت — یہ شہ میں وہ ہی کر و فر دیکھتے ہیں
ہے کہتا کوئی شان و شوکت میں انکو — دعاتوں میں طالع زبر دیکھتے ہیں
کہا سب ملائک نے شہ کی ثنا ہم — بعرش بریں مستطر دیکھتے ہیں
شب ستر میں اس سمائے ہدی پر — قمر سا محمد پسر دیکھتے ہیں
تجھے عبد خاکی یمانی ہمیشہ — خدا کی عبادت کا گھر دیکھتے ہیں

دین و دنیا میرے حضور سے ہے
میری عقبی میرے حضور سے ہے

ایک ایک سانس دین ہے انکی
جینا مرنا میرے حضور سے ہے

فیض برھانیہ موائد کا
لقمہ لقمہ میرے حضور سے ہے

رزق بخشے شفا عطا کردے
سب عطایا میرے حضور سے ہے

رزق زیادہ یا کم کی بات کہاں
دانہ دانہ میرے حضور سے ہے

ہے یہ نعمت علی کے مشکی کی
دانہ دانہ میرے حضور سے ہے

کر کے ضیافت تیرے قدم چومیں
اک تمنی میرے حضور سے ہے

کیا سروکار مجھکو غیروں سے
میرا ناطہ میرے حضور سے ہے

فرش پہ چاند ابھی اتر جائے
گر اشارہ میرے حضور سے ہے

گرچے عاصی ہوں پر شفاعت کا
بس سہارا میرے حضور سے ھے

بھردے دامن جو سائلوں کا وہ
در علی کا میرے حضور سے ہے

قبر میں آکے تھام لینگے مجھے
مجھکو بشری میرے حضور سے ہے

یہ عزاء حسینی یہ ماتم
غم کا خیمہ میرے حضور سے ہے

مانگو مانگو بقاء سیف ہدی
فضل رب کا میرے حضور سے ہے

جاری رکھنا نظر غلاموں پہ
عرض ادنی میرے حضور سے ہے

فيض المؤائد عظموا

الحمد لله الذي هو رازق هو مطعم
هو مشبع هو مفضل هو مرفد هو منعم

تعظيم رزق الله يلزم اهل حب مؤمنين
لتواضع لله رب الخلق رب العالمين

قد قال يا ابناء دعوتي الاحباء النبل
فكلوا طعامكم وانتم في سرور وجزل

وتكلموا بحديث حب والصداقة والفدا
وكلوا بمهل وبطوء للعشاء والغدا

حمد وشكر للاله لدى ختام للطعام
ثم الدعاء لطول عمر مفضل عالي المقام

فيض المؤائد عظموا واستقبلوه واكرموا
من اجل نسبته الى برهان دين فاعلموا

دل میں تیري صورة هے برهان الهدی
هر لب په از فرقت سدا یا محمدا
کهاں چل دیئے تم کیوں هوے هم سے جدا
اب یاد کر کر تمکو کهتا هوں سدا

حزن اذاب جوانحي وفؤادي
واسال دمعي مثل فیض الوادي

چرخ قضا کیسا هے تیرا یه ستم
تجدید هر دن هو رها شه کا الم
هے تازه تر یه زخم فرقت دم بدم
بس سنکے انکا نام هوتي آنکهیں نم

لرزي قلم اور بس کیا اسنے رقم
اسفا یردد لوعتي وسهادي

ایک سال تو بیتا نہیں یہ کل هي تھا
کہ چرخ حزن شه میں پورے دن رہا
اظھار هم غم میں یوں از فقد شها
فرط شجن بس جا بجا اس نے کہا

بكت السماء عليه والدنيا معا
والجن في الاهضاب والاطواد

وارث برھان دیں کہ ھے عالي قدر
ھے سیف دیں طاھر بھي ان مے جلوہ گر
صحت رہے ھر حال لمبي هو عمر
دعوت کو انکي هر اداء پر ھے فخر

کیا شان و شوکت سیفي کیا انکي قدر
نفسي الفداء لافضل العباد

جینے میں نہیں لذۃ مولی　　ہم تمکو بھولا نہ پائینگے

جینے میں نہیں لذۃ مولی　　ہم تمکو بھولا نہ پائینگے
ایک پل بھي نہیں راحۃ مولی　　ہم تمکو بھولا نہ پائینگے

اے کاش کوئي آکر کہہ دے　　تشریف مولی لاتے ہیں
دیدار کي ہے حسرۃ مولی　　ہم تمکو بھولا نہ پائینگے

تیري یاد دل تڑپاتي ہے　　آنسو ہے رواں ان آنکھوں سے
دیدار کي ہے حسرۃ مولی　　ہم تمکو بھولا نہ پائینگے

ایک آس تھي ہم بھي آئینگے　　حضرۃ میں قدمبوسي کرنے
اب چومتے ہیں تربۃ مولی　　ہم تمکو بھولا نہ پائینگے

ہائے مشکی کو لئیے ہم کو کہلانے والے
حزن میں دل کو خوشی سے اے ملانے والے
مشکلو میں تھا کے ہم کو سلانے والے
کھ کہ پیارے میرے اولاد بلانے والے

جب سے پیدا ہوا رخسار تیرا دیکھا تھا
اور جب بول اٹھا نام تیرا بولا تھا
لے میا تیری میری ماں نے مجھے پالا تھا
اب ملیگا وہ کہاں جو تو ہمیں دیتا تھا

اے ولی ہم تو ازل سے تیرے شیدائی ہیں
آنکھ جس دن سے کھلی تیرے تمنائی ہیں
اب ہووے ہم سے جدا کیسی یہ تنھائی ہیں
سب دلو پے غم و رنجش کی گھٹا چھائی ہیں

عرس پے تیرے ہے املاک سما میں آئے
کر کہ تیار تجھے بزم جناں میں لائے
سھرہ نور سے طیب تیرا رخ چمکائے
کھ کہ واہ طہ بھی خود تمکو گلے مل جائے

پر زمیں میں ہائے سب چین و سکوں کھوتے ہیں
مسند حزن پے شہ جلوہ نما ہوتے ہے
اشک سے یاد میں تیرے یہ پسر روتے ہے
اور تسلی قبر سے تیری لپٹ لیتے ہے

رہ گئی آس کہ ہو جائے تیرے ہم پرواں
کیوں ہمیں چھوڑ چلے آپ اے برھان ہدی
اب مفضل سے برائینگے ہمارے ارماں
پھر دعاء کیوں نہ کرے شاہ کی ہو طول بقا